www.novelsclubb.com
راز
دعا رحمان
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

راز

از

دعا رحمان

www.novelsclubb.com

راز

قسط نمبر ۲

باب اول

زندگی کی کہانی

: حصہ دوم

زندگانی بہر ہے

دریا نہیں

اس سمندر میں

کوئی ٹھہرا نہیں

اپنے اپنے ظرف کی

یہ بات ہے

کوئی دریا ہے

مگر گہرا نہیں

یوں تو اس دل کے

کی ٹکڑے ہوئے

ہاں مگر

یہ ٹوٹ کے بکھرا نہیں

چاند کو چھونے کی

خواہش کر ضرور

آرزؤں پر

www.novelsclubb.com

کوئی پہرا نہیں

زندگی سے پیار کر ناداں

مگر

تا ابد یہاں کوئی

ٹھرا نہیں

عشق ہی شادابی جاں ہے

زندگی گلزار ہے

صحرا نہیں

****

وہ وسیع و عریض بنگلہ باہر سے دیکھنے میں بہت نفیس لگ رہا تھا شاید اس پینٹ کے رنگ کی وجہ سے جو اس بنگلے کی بیرونی عمارت پے ہوا تھا. یہ اندازہ کرنا مشکل تھا یہ رنگ اور ینج تھا یا گولڈن ویسے تمہے یہ رنگ شاید ڈیپ یلو لگے ویسا یلو کلر جیسا چونسے آم کا ہوتا ہے.

جنوری کا وسط ہے تو اس وقت اسلام آباد کا درجہ حرارت نکتہ انجماد کو چھونے والا تھا.

وہ مہروں لباس والی لڑکی دونو ہاتھوں کو رگڑتے ہوئے اس بنگلے کو شائستی نظروں سے دیکھ رہی تھی. اس مہروں لباس والی لڑکی نے اپنے ہاتھوں کا پیالہ بنا کر اپنی یخ ٹھنڈی ناک کو دبایا اور ہاتھ کے پیالے کے اندر گہری پھونک ماری گویا وہ اپنی یخ ناک کو حرات دے رہی تھی وہ اپنے ارد گرد کے ماحول کو جذب کرتے بار بار ہاتھ ملتی اور ان گرم ہاتھوں سے ناک کو گرمائش پہنچاتی کیونکہ اسے بہت ٹھنڈ لگ رہی تھی اس کی نگاہیں بنگلے کو چاروں اطراف سے گھیرے ہوئی بیلوں کی طرف گیں جو

اس کی بلائی منزل سے نیچے کی جانب گرتی پیلے،اور بنج یا گولڈن بنگلے کو ڈھکے ہوئے اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھیں.

مہروں لباس والی لڑکی نے اپنے دائیں کندھے پہ جھولتے بیگ میں سے اپنا فون نکالا پہلے موبائل فنگر پرنٹ انلاک کیا پھر موبائل کے لینڈ سکیپ انداز میں اوپر کی جانب کیا(کلک)اس بنگلے تصویر اس کے موبائل میں قید ہو چکی تھی .

اس نے پک ریویو کیا لیکن اس نے یہ تصویر انسٹا گرم پہ اپلوڈ کرنی تھی اور یہ اَستھیٹک پک نہیں لگ ری تھی اس نے بیک کیا اور سکرول کرنا شروع کیا انگوٹھے کے لمبے ناخن والی انگلی نے مطلوبہ اپپ پہ آکر سکرال کرنا بند کر دیا تھا .

سنیپ چاٹ اس لڑکی نے بلا تعامل وہ اپپ کھول لی تھی (جسے آج کل سوشل میڈیا ممس میں غریبوں کا بیوٹی پارلر اور غریب ایڈیٹرز کا فوٹو شوپ کہا جاتا ہے)

موبائل کا رخ بنگلے کی جانب کیے اس کی انگلیاں فلٹرز سوائپ کر رہی تھی پہلا،دوسرا، تیسرا، چوتھا،ایک ساتھ اتنے فلٹرز ٹرائی کیے پھر جا کے ایک فلٹر اسے

پسند آیا جس میں بنگلے کا رنگ اور پودوں کا رنگ گہرا الگ رہا تھا اور بلگلے کے پیچھے نظر اتا آسمان بہت خوبصورت بادلوں کی شکل اختیار کر گیا تھا.

یہ ہوئی نہ آستھیٹک پک اس مہروں لباس والی لڑکی کی آواز میں دباد باسا جوش تھا.

پتا نہیں یہ اکیسوی صدی کی نوجوان نسل "آستھیٹک" ورڈ سے اتنی ابسسسید(obsessed) کیوں ہے ...

مہروں لباس والی لڑکی اس آواز پر کرنٹ کھا کر مڑی تھی.

نہ جانے کب سانولی رنگت والی فربعہ سی روبینہ اوین اس کی پشت پہ آ کھڑی ہوئی تھیں.

جیسے آپ اور پنج کلر سے اوبسسسید ہیں ویسے ہی ہم اس ورڈ آستھیٹک سے اوبسسسید ہیں (مہروں لباس والی لڑکی نے کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے کہا تھا)

www.novelsclubb.com

لڑکی کے اس کرارے جواب پہ تور وبینہ اوین ٹھنڈا اہنکارہ بھر کے رہ گیں تھیں گو
کہ انکی بولتی بند ہو گئی تھی.

سویٹ کیا اس ٹھنڈ میں جم جانے کا ارادہ ہے اب اندر آ جاؤ میں اسٹڈی میں تمہارا
ویٹ کر رہی ہو وہ اسکا کندھا تھپکتے ہوی آگے بڑھ گئ تھیں.

مہروں لباس والی لڑکی نے شتائشی نظر موبائل سکرین پہ جگمگاتی اس عمارت کی
اَستھیٹک تصویر پے ڈالی تھی .

کوئی تمھیں یہ بات کہے یاں نہ کہے لیکن میں تمھیں بتا دوں "دھر رضا" جیسا
"انٹریور ڈیزائیز" پورے اسلام آباد میں نہیں ہے.

یو آر دی بیسٹ (وہ خود سے ہم کلام تھی).

وہ بنگلے کی خوبصورتی کو سہراتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئ .

www.novelsclubb.com

بنگلے کے داخلی دروازہ چار زینے چڑھ کے تھا ان چار سیڑھیوں کی دونوں جانب
.اک اک سدابہار کا گملار کھا تھا یہ گملا بھی دہر نے یہاں رکھوایا تھا

سدابہار ہر موسم میں چاہے سردی ہو یا گرمی، بہار ہو یا خزاں ہر مسوں میں اس پے
ننھے ننھے گلابی رنگ کے کسی بھی قسم کی خشبو سے پاک پھول لگتے ہیں. اسکے
. پھولوں کی وجہ سے دہر جہاں بی کام کرتی تھی وہاں سدابہار ضرور لگواتی تھی

سیڑھیاں عبور کر کے دوپٹوں والا بڑھا سادروازہ تھا بلکل ویسا ہی جیسا انیمٹڈ موویز
. میں شہزادیوں کے محلوں کا ہوتا ہے

دروازوں کے دونو اطراف میں بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں جو دروازوں سے بھی
بڑی تھیں. سب سے پہلے لابی تھی لابی کے آگے حال وے تھا. حال وے کے وسط
میں یوشیپ سیڑھیوں کی اوٹ میں ستوں کھڑے تھے ستونوں کی پچھلی دیوار میں
بک شیلف بنی تھی لیکن وہاں کتابوں کی جگا ڈیکوریشن پیس پڑے تھے. یہ بنگلہ ابی
بھی پوری شان سے تیار تھا بظاہر اس کے انٹریور میں کوئی کمی نہیں لگتی تھی لیکن

وہی امیروں کے چونچلے کہ اب یہ انٹریور بہت پورانہ ہو گیا اب اسے چینج کروالینا چاہئے۔ دراصل روبینہ اویں کے سسر کو مرے ابھی مہینہ ہی ہوا تھا اور اب تو روبینہ اویں کے دل کی پوری ہونی تھی اب اس گھر پہ انکی سلطنت تھی ورنہ انہیں یہ انٹریور پورانہ لگتا تھا.

آج دہر کی روبینہ اویں سے دوسری میٹنگ تھی .

پہلی میٹنگ میں دہر نے ایکسٹریور ڈیزائنز کے مشورے دیے تھے پہلے بنگلے کا پینٹ آسمانی رنگ کا تھا بیل بوٹے بھی تعداد میں کم تھے .

روبینہ اویں کو اورینج رنگ بہت پسند تھا انکی پسند کو مدے نظر رکھتے ہوئے دہر نے انہیں پیلا رنگ کروانے کو کہا تھا.

آج کی میٹنگ میں دہر نے روبینہ اویں کو اپنے انٹریور ڈیزائنز کے ماڈلز دکھانے تھے.

ابھی وہ سٹڈی میں اکرر وبینہ اوین کی ڈیسک کے سامنے والی کرسی پر بیٹھی ہی تھی کہ

میز پہ رکھا موبائل زوں زوں کرنے لگا موبائل پہ گھر کا لینڈ لائن نمبر جگمگا رہا تھا

.اگر اس نمبر کے علاوہ کوئی اور نمبر ہوتا تو وو کبھی بھی اپنے ورک ٹائم میں کال پک نہ

.کرتی

.اسکیوزمی امپورٹنٹ کال ہے گھر سے

.وو کال اٹھا کے سٹڈی کی کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی

.ہیلو بخت بی سب خریت تو ہے نہ گھر

. فون کے سپیکر کے پار بخت بی کی بات نے دھر کے طوطے مینا سب اڑا دیے تھے

. بخت بی میں آ رہی ہوں آپ پریشان نہیں ہوں

بخت بی نے گویا دہر کو چابی دی ہو وہ عجلت میں کرسی سے اپنا بیگ اٹھا کے روبینہ سے معذرت کر کے سٹڈی سے دوڑ لگاتے ہوئے پریشان سی چابی کی گڑیا ہی تو لگ رہی تھی.

****

پارک کی گھاس پہ جمے شبنم کے قطرے بھی شہرام سکندر کے دل کی ویرانی کی قسم کھا رہے تھے گویا شبنم شہرام کے دل کا حال جان کے رودی ہو.

. وہ جب نماز پڑھنے مسجد گیا تھا تو اسکو اسکا مسیحا مل گیا تھا

. سر علی وفا اسکے استاد، اسکے دوست، اور اسکا کمفرٹ زون تھے

وفا صاحب کو شہرام کی سرخ آنکھیں اور انکے ہلکوں کو دیکھ کے اندازہ ہو گیا تھا کے کہیں کچھ غلط ضرور ہے .

سر وفا شہرام کو اپنے ہمراہ مسجد کے پاس بنے اس پارک میں لے آۓ تھے .

میرا بچہ اب بتاؤ کیا ہوا ہے ؟.

وہ دونوں بینچ پے اس طرح بیٹھے تھے کے شہرام نے اپنے منہ کے سامنے ہاتھ پھیلا رکھے تھے اور سر وفا اپنا رخ شہرام کی جانب موڑے ہوئے تھے .

شہرام اپنی جھولی میں پڑے ہاتھوں پہ ٹکٹکی باندھے دیکھے جارہا تھا اور سر وفا نہایت شفقت سے شہرام کو دیکھ رہے تھے .

کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے..

www.novelsclubb.com

کچھ دیر کی توقف کے بعد شہرام میکانگی سے بولا یہ دیکھیں (اس نے اپنے ہاتھ وفا صاحب کے سامنے پھیلایے) میرے ہاتھ یہ سرخ ہیں دیکھیں ہیں نہ اس نے جیسے تزدیک چاہی .

وفا صاحب نے نرمی سے اسکارخ اپنی طرف موڑا اور اسکے ہاتھ تھام لئے. نہیں بچے یہ تو صاف ہیں انہونے نرمی سے کا ہاتھ سہلاتے کہا .

نہیں نہیں یہ سرخ ہیں (نفی میں سر دائیں بائیں ہلایا) دیکھیں غور سے دیکھیں اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کے وفا صاحب کے سامنے کیے .

اچھا یہ ایسے کیسے ہوئے وفا صاحب کو پتا تھا جب تک وہ نہیں مانے گے کہ اسکے ہاتھ سرخ ہیں وب تک وہ انہیں اصل وجہ نہیں بتاے گا .

وہ ایسا ہی تھا سر پھرا سا، الٹے دماغ والا اگر اس دن کو رات کہاہ تو اسکا مطلب یہی ہے کہ وو رات ہے چاہے دن ہی کیوں نہ ہو .

پھر کیا تھا شرم نے کل ہسپتال میں آئے ایکسیڈنٹ کیس میں ہونے والی موت کا سارا قصہ سنا ڈالا.

یہ میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے ایک آنسوٹوٹ کے شہرام کی غال پے گرا تھا جسے اس نے بیدردی سے صاف کیا تھا اور اپنی بات جاری رکھی جب ابّا مارے تھے نہ مجھے بھی انکی موت کا زمیدار وہ ڈاکٹر لگتا تھا ابا کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور انھے بی انٹبشیونن کی ضرورت اور اس ڈاکٹر نے میرے والی غلطی کی تھی اور میں نے اس پے کیس کر دیا تھا جس وجہ سے اس ڈاکٹر کی ڈگری ضایع ہو گی تھی .

آج میں بھی اس ڈاکٹر کے مقام پے کھڑا ہوں میرے ہاتھ سے میرا خواب جانے والا ہے ....

... ووذرا دائر کو سانس لینے کو روکا

..وفا صاحب کی مہربان نظریں شہرام پر ہی مرقوط تھیں

www.novelsclubb.com

شہرام نے اک بار پھر سلسلہ کلام وہی سے جوڑا میں نے اک ماں سے اسکا بیٹا باپ

سے اسکا وارث ،بیٹے سے اس کا باپ،اور بیوی سے اسکا شور

چھینا ہے اب آپ ہی باتیں میری سزا کیا ہونی چاہیے آپ ہی بتاییں (یہ مسلہ اتنا بڑا

نہیں تھا لارینگو سکوپی کا سائیڈ افیکٹس ہوتے ہیں بس شہرام ٹرومہ سے گزر رہا تھا

اس لئیے وواورریکٹ کرر ہا تھا)

. آپکو پتا ہے ابا کی وفات کے بعد سرجن بننا میرا آخری خواب تھا

.پتا ہے میں صرف سرجن ہے کیوں بننا چاہتا تھا

میں سرجن اس لئے بننا چاہتا کہ جس ترھا میرے بابا سسک سسک کے مرے اس

. ترھا کوئی اور نہ مرتا

مجھے نام پس کچھ نہیں چاہیے میں اپنے پیشے کے ساتھ مخلص ہو میرا ان سب مرزو

سے انسانیت کا رشتہ بن جاتا ہے کوئی سرجرے اپنی نیچر کی وجہ سے ناکام ہو جایے

اس پی افسوس ہوتا ہے اور جو سر جرے اپنی (اس نے اپنے سینے پے انگلی رکھتے ہوئے کہا) غلطی کی وجہ سے ہو تو وہ گیلٹ بن جاتا ہے. اب آپ بتایں میں اس گیلٹ سے کیسے باہر آؤں..... وہ بہت تھکا تھکا سا لگتا تھا. چہرے پے زمانوں کی سوگواریت لئے اسکی سرمئی آنکھیں وفا صاحب کے اگلے الفاظوں کی منتظر تھیں یا شائد انکی دلیل کی منتظر تھیں.

..یوں لگتا تھا وہ اب سب اسکے حق میں بولیں گے اور سب معمول پہ آجائے گا

****
www.novelsclubb.com

وفا صاحب ساٹھ سے چھیاسٹھ برس کے تھے لیکن وہ پینتالیس یا پچاس کے ہی لگتے تھے لمبی چوڑی جسامت والے وفا صاحب کا رنگ گندمی تھا اور آواز بھاری اور رو ب دار تھی ایسی آواز تھی کے سننے والا نہیں گھنٹوں سنتا رہے. انکی شخصیت ایسی تھی کہ وہ کسی کو بھی اپنی مرضی کی بات پر آرام سے کائیل کر سکتے تھے. وفا صاحب

تھے شہرام نے کالج میں کبھی ان سے " psychiatrist "ایک بہت اچھے

پڑھا نہیں تھا لیکن وفا صاحب کالج سٹوڈنٹ کونسللنگ کے ہیڈ تھے، شہرام کے

باپ کی ڈیتھ ہو گئی تھی ورما کی دوسری شادی جس کی وجہ سے کلاس میں اسکی

پر سنٹیج دوں ہو گئی تھی، وہ ایک ذہین

طالب علم تھا اسکی پراگریس ڈاون ہونے پر اسکے استادزہ بھی پریشان ہو گے اور

.کالج انتظامیہ نے شہرام کو وفا صاحب کے پاس بھیجا تھا

اس دن سے لے کر آج تک جب بھی شہرام کو کچھ سمجھ نہیں آتا یا وہ پریشان ہوتاہ تو

وفا صاحب کے پاس یا تو انکے گھر چلا جاتاہ ین انکے کلینک اوا گر نماز کے اوکات

ہوتے تو انکے گھر ور کلینک کے پاس والی مسجد میں آجاتا. علی وفا کی صرف دو بیٹیاں

تھیں انکا کوئی بیٹا نہیں تھا سو انکی بیٹیاں شہرام کو بھائی کہتی تھیں اور علی وفا کی بیوی تو

اسے اپنا سگا بیٹا ہے کہتی تھیں شہرام علی وفا کو سر جب کے انکی زوجہ راحت کو ماں جی

.کہتا تھا

شہرام کا علی وفا کے گھر تکریباً روز کا آنا جانا تھا کبھی وہ انکو سودا سرف لا دیتا کبھی راحت بیگم کو کہی نہی آنا جانا ہوتا تو وہ انکی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور اکثر تو عروج اور زرانب کو کالج پک اینڈ ڈراپ بھی کر دیتا تھا.

وفا صاحب کے گھرانے سے تو اسکی گھر والی بات تھی.

****

میری ایک بات ذہن نشین کر لو بچے (وہ اسکا گھٹنا سہلاتے ہوئے کہ رہے تھے) اس دنیا میں جو کوئی بھی آتا ہے محدود مدت کے لیے اپنے رب سے وعدہ کر کے آتا ہے. اسی ترھا جس کی کل موت ہو گئی وہ بس اللہ سے اتنی ہی موہلت لے کر آیا تھا اسکا ایکسیڈنٹ ہونا اور پھر تمہارے سے وہ غلطی ہونا قدرت نے اسکا انجام یہی لکھا تھا اس م تم م کچھ نہیں کر سکتے...

رہی بات آپ بشر ہو اور غلطیاں بھی بشروں سے ہوتی ہیں آپکا یہ سب کرنے کا

.. ارادہ تو نہیں تھا نہ ورنہ یہ اور جو کچھ ہوا کسی مصلحت سے ہوا ہے

.چلو تین گہرے سانس لو شاباش

. شہرام نہ علی وفا کے حکم کی تائید کی

.اک،دو، تین وفا صاحب نے اسکی پشت سہلاتے ہووے اسکے سانس گنے تھے

.کچھ بہتر محسوس ہو رہا ہے اب کہ

وفا صاحب کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ شہرام نے مدہم سی مسکراہٹ کے ساتھ

.سر کو اثبات میں جمبش دی

.وفا صاحب بھی بے اختیار مسکرا دیے

.اچھا اپ کتنے دن سے نہیں سوتے

.دو دن سے شہرام نے نارمل سے انداز میں کہا

www.novelsclubb.com

.جبکہ وفا صاحب تو اسے غور کہ ہے رہ گئے

.تب ہی تو آپ سے یہ غلطیاں ہوتی ہیں اب کی بار علی وفا ذرا بپھر گئے تھے

اپ پھر سے میرے گلٹ کو ہوا دے رہے ہی اس نے اپنے سفید جو گرز سے گھاس

.کو مسلتے ہوئے نہایت ڈھٹائی سے وفا صاحب کی پچھلی بات پہ مٹی ڈل دی تھی

.اپنے دوا بھی نہی لی ہو گی ہے نا

.مجھے بہت نیند آ رہی ہے

. آپ کب بڑے ہونگے آپکو پتا ہے نہ آپکے لئے ڈپریشن پلس کتنی ضروری ہیں

آپ کو اب شادی کر لینی چاہیے آپ اکیلے کیسے رہو گے گھر کے کام آپکو تو انڈا بھی

.تلنا نہیں آتا

دیکھیں شادی کی بات ہ وو تو م کر لو گا لیکن کسی اچھی سلجھی ہوئی لڑکی سے ورم اکیلا

نہیں رہو گا زرناب کے فائنل ہو جائیں ابھی اک ماہ ہے اسکے فری ہونے میں پھر م

www.novelsclubb.com

اس اسلامباد سے لے آو گا وسے بھی بس اسے وہاج کے گھر سے دور رکھنا تھا اب

.جام اس گھر میں رہ ہی نہیں رہا تو اب زرنزب میرے ساتھ ہی رہے گی

.جب تک زرناب نہیں آجاتی وب تک ماں جی ہیں تو وہ میرا خیال رکھے گیں

ہم چلو گھر چلتے ہیں آپکی ماں جی میرا انتظار کر رہی ہیں آپکو دیکھیں گی تو خوش ہو

. جایئں گی

چلیں شہرام نے کھڑے ہو کر وفا صاحب کا سامنے ہاتھ پھیلا کر گری کی طرف

. اشارہ کیا تھا

وہ دونو گاڑی میں بیٹھ چکے تھے کہ شہرام سکندر کو یاد آیا ابھی تھوڑی دیر پہلے سر نے

.اسے بچا کہا تھا

وسے (سیٹ بیلٹ بندہ کے وفا صاحب شہرام کی طرف متوجہ ہو گئے) ویسے آپکو یہ چونتیس سال کا ہینڈسم سالڑ کا بچا کہاں سے لگتا ہے ابھی اس بچے کی شادی کروائیں بچوں کی لائن نہ لگوادی تو پھر کہیئے گا.

اب شہرام کی گل بتی واپس آچکی تھی اسکا وفا صاحب سے کھلا مزاک تھا وہ اسکے (دوست، بھائی، باپ سب تھے

ہاں میں تو کہتا ہو کر و شادی یہی عمر ہے شادی کی ویسے علیشا کے بارے میں کچھ سوچو کیا خیال ہے .

سوچوں گا شہرام نے نہایت بیزاریت سے ناک چڑھا کر گاڑی سٹارٹ کر دی تھی.

وفا صاحب کے گھر کا مسافت پیدل دس منٹ کی تھی ور گاڑی پہ چار منٹ کی .

وہ چار منٹ کی مسافت اسی ترھار سمی گو فتا گو میں گزر گئی تھی.

****

دمیر منزل میں داخل ہوتے وقت دھر کے قدم من من بھر کے ہو رہے

تھے. بخت بی کی کال کے بعد ہزار وس وسے ذہن میں آرہے تھے دادا جن کی سگر

ہائی نہ ہو گئی ہو ممانی جان نے کوئی تماشا نہ کھڑا کر دیا ہو کہی ممانی جان کی طبیعت نا

خراب ہو گئی ہو. اللہ جی پلز کوئی بری خبر سننے کو نا ملے .

بخت بی... بخت بی... اسنے گھر میں داخل ہوتے ہی دیوانہ وار بخت بی کو آوازیں

لگانا شروع کر دیں ..

جی باجی جی آگئی میں .

بخت بی بتایئں کیا ہوا ہے میری حالت بہت خراب ہو رہی ہے سب کم چھوڑ کر آئی

ہو اس نے بخت بی کے دونو کندھے پکڑ کے انکے فرشتے تک ہلا دیے تھے. وہ جی

آپ اوپر بڑے صاحب کے پاس چلی جایئں گھر کوئی بی نہیں ہے انکا سانس بہت

اکھڑ رہا تھا بخت بی اپنے کوئی دوا نہیں دی اٹھے وہ بخت بی کو جھٹکے سے چھوڑ کے سیڑیوں کو لپکی تھی اور پیچھے بخت بی اپنے کندھے سہلاتی رہ گیں اور تم دیکھو تو بخت بی اپنی مسکراہٹ دبائیے دہر کی بوکھلاہٹ سے محظوظ ہو رہیں تھیں.

ناناجان آپ ٹھیک تو ہیں نہ اس نے دروازہ کھولتے ہی ناناجان کی طرف بڑی لیکن پردے کے پاس کھڑے شکس کو مسکراتا دیکھ کہ وہ تو جیسے برف کا مجسمہ بن گئی تھی ،دل کچھ لمحوں کے لئے دھڑکنا بھول گیا وقت جیسے تھم گیا تھا

وہ جیسے ہے ٹرانس کی کیفیت سے باہر آئی تو پریشانی کی جگہ حیرت و طیش نے لے لی تھی ..

****

(جاری ہے)

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com